



اسلام کو درپیش چیلنجز

کا

ادراک اور ان کا حل

تالیف

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

WWW.NAFSIISLAM.COM

صراطِ مستقیم پبلیکیشنز

پتہ: 11، سیکٹر 48، لاہور

فون: 3464581، 347 196779

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلٰمًا حَيًّا قَيُّوْمًا سَمِيْعًا بَصِيْرًا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ
اَرْسَلَهُ كَافَّةً بَشِيْرًا وَنَذِيْرًا وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ كَثِيْرًا كَثِيْرًا
اَمَّا بَعْدُ —

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ الَّذِي اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلٰی الدِّيْنِ كُلِّهِ ۚ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبِ اللّٰهِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ قَابِلًا اَبَدًا

عَلٰی حَوْبَتِكَ خَيْرَ الْخَلْقِ كُلِّیْمِ

=====

اللہ تبارک و تعالیٰ جلّ جلالہٗ و عَمَّ ذَوَالہٗ وَاَعْظَمَ شَآنُہٗ وَاَقَمَ بُرْہَانُہٗ کی حمد و ثناء اور حضور پر نور شافع یوم النشور
و نگہبر جہاں ہمکسار نماں سید سردارں حامی یکساں شافع عشر مالک کو شرمیوب دلبر احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
دربار گویہار میں ہدیہ درود و سلام عرض کرنے کے بعد۔

وارثان منبر و محراب ارباب فکر و دانش معزز مختتم حضرات و خواتین

ربّ ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ماہ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں ادارہ صراط مستقیم کی طرف سے فہم دین
کورس کے چھ بیویں درس میں ہم سب کو شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ میری دعا ہے راہِ علم میں چلنے والے اس کارواں کو
خالق کائنات جل جلالہ منزل پر پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ربّ ذوالجلال عقیدت و محبت اور ذوق و شوق سے آنے والے تمام حضرات کو اور خواتین کو اپنی رحمتوں کے خصوصی

تحائف عطا فرمائے۔

اسلام کو درپیش چیلنجز کا ادراکہ اور اض کا طے

میری دعا ہے خالق کائنات جل جلالہ ہم سب کو قرآن و سنت کا فہم عطا فرمائے۔ اور قرآن و سنت کے ابلاغ و تبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

میں نے قرآن مجید کی سورۃ الصف کی آیت نمبر ۹ کی تلاوت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ

”وہ اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا۔“

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

”تاکہ دین کو باقی تمام ادیان پر غالب کر دے۔“

وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

”اگرچہ مشرکین اس بات کو ناپسند کرتے رہیں۔“

مختتم سامعین حضرات! آج امت مسلمہ کا کاروان تاریخ کے جس نازک موڑ پر ہے۔ اور جس قدر کارواں کے ارد گرد خطرات اور مختلف قسم کی بے چائیوں کے سلسلے موجود ہیں۔ شاید پوری تاریخ میں اہل حق کو ایسی مشکلات کا سامنا نہ ہوا ہو۔ جس طرف بھی ہم توجہ کرتے ہیں۔ اور جہاں تک بھی دھیان جاتا ہے۔ ہر طرف اسلام کے خلاف پراپیگنڈے تدبیریں سازشیں اور جملے نظر آرہے ہیں۔

مسلم ائمہ کا خون بہہ رہا ہے۔ اور مختلف ظلم و ستم کے سلسلے اس امت کے وجود کو مٹانے کیلئے بڑی بے جگری سے اور بڑی بے دردی سے اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے سرگرمیوں میں ہیں۔

رواں ماہ رمضان المبارک کی رحمتوں، برکتوں، سعادتوں اور عظمتوں کے زیر سایہ آج ہم جس اجتماع میں بیٹھے ہیں۔ کچھ دیر اس بارے بھی سوچیں گے کہ آخر ایسا کیوں ہے۔ اور ہمیں کس طرح ان تمام خطرات سے بچ کر منزل تک پہنچنا ہے۔ کوئی ایک چیلنج نہیں کوئی ایک خطرہ نہیں ہر طرف دھند لگے ہیں۔ ہر طرف اندھیرے ہیں۔ راستے اجالوں کے ظلمتوں نے گھیرے ہیں جدھر دیکھتے ہیں۔ ایسے مناظر نظر آتے ہیں کہ جن سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اور جگر پانی پانی ہو جاتا ہے۔ کائنات کی لامنتوں کے سب سے بڑے امین اور امتوں کی تاریخ میں سیادت اور سرداری کا منصب پانے والے آج ان کے وجود پر جتنے زخم ہیں۔ اور آج ملت کا پیراہن جس قدر تار تار کیا جا رہا ہے۔ یہ کائنات کی امامت کے منصب پر فائز ہونے والے لوگ ایسے زخموں کے جھر مٹ میں کتنی مشکل سے اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں وہ فلسطین کی مقدس وادی جہاں سے کلمہ حق سر بلند کرنے والوں کو کلمہ حق کی آواز بلند کرنے والوں کو گھر سے نکال دیا گیا جو خیموں میں زندگیاں بسر کر رہے ہیں۔

وہ عراق کی مقدس سر زمین جو اللہ کے پیغمبروں کی اماموں کی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیاء کرام کی سر زمین ہے وہاں کب سے کشت و خون کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمارے پڑوس میں افغانستان کی مردم خیز زمین کے اندر دشمن نے کس قدر اپنے ہتھیاروں کو آزمایا ہے۔ اور کامل و قدح دار اور دشت لیلیٰ تک خون کا ایک بہتا ہوا دریا نظر آتا ہے۔ آج پاکستان کو زیر دام لانے کے ساتھ ساتھ شام اور ایران کو مٹانے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ پوری کائنات میں مسلم کا خون ارزاں ہو گیا ہے۔

کشمیر کی سنگلاخ چٹانوں پر کشمیری اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہا ہے۔ اور مسلسل وہ پانی شہادتوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ہمارے لئے کچھ تباہیوں بربادیوں کے وہ مناظر ہیں کہ جس کا سلسلہ مختلف زلزلوں سے وابستہ ہو چکا ہے۔

ماہ رمضان المبارک کے ان لمحات کے اندر ہمیں پلٹ کے اپنی کتب سے پوچھنا چاہئے۔ اپنے قرآن سے پوچھنا چاہئے۔ ہمارا الہنارب اور اس کا فرمان ہماری رہنمائی کیلئے قیامت تک موجود ہے کہ آخر وجہ کیا ہے۔ یہ دن ہمیں کیوں دیکھنے پڑ رہے ہیں؟

رب کعبہ کی قسم ہے اس قرآن میں آج بھی وہ جلی موجود ہے کہ اگر ہم آنکھوں میں سرمہ اس کا لگالیں گے۔ دنیا کے اندھیرے ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اور ان شاء اللہ امت کا کارواں سلامتی کے ساتھ اپنی منزل تک پہنچ جائے گا۔

مختتم سامعین حضرات! اس میں تو کوئی شک نہیں کہ مسائل کتنے ہیں اور وہ گھمبیر کتنے ہیں۔

بدن ہمہ تار تار شد

پنبہ کجا کجا دم

سار بدن ہی ملت کا زخمی ہے تو روئی کس کس مقام پر رکھ کے ہم اس کے آرام کا انتظار کریں۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان حالات کا صدیوں قبل خود مشاہدہ کیا تھا۔ اور اس وقت جو ارشاد فرمایا تھا یہ چیلنج اور خطرات جو آج پیدا ہو رہے ہیں۔ نگاہِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اس وقت موجود تھے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو بیان بھی کیا تھا۔ اور ان کا حل بھی عطا فرمایا تھا۔

کتنی ہماری کم بختی ہو گی کہ جب سب کچھ ہمارے لئے وہ بیان کر کے گئے۔ ہم وہ پڑھ نہ سکیں من نہ سکیں اور اگر من لیں تو اس پر عمل نہ کر سکیں۔ تو یہ خود ہماری کوتاہی ہے۔ ہماری غفلت ہے۔ ورنہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ختم نبوت کا تاج پہن کے آئے ہیں۔ اس کا حق بھی ادا کیا ہے۔ قیامت تک کے ہر خطرے کی نشاندہی بھی کی ہے اور قیامت تک ہر خطرے سے بچانے کیلئے امت کو حل بھی عطا فرمایا ہے۔

حضرت ثوبان اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔
یہ حدیث شریف ابو داؤد میں اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ذکر کیا ہے۔ اور یہ مشکوٰۃ کے صفحہ نمبر ۴۵۹ پر بھی موجود ہے۔
کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

يُؤْشِكُ الْأَمَمَ أَنْ تَدَاعِيَ عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعِيَ الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا
فرمایا وہ وقت آ رہا ہے اور جلد آ جائے گا۔ کہ جب سارا کفر متحد ہو جائے گا۔ ساری کفر کی طاقتیں یکجا ہو جائیں گی۔

أَنْ تَدَاعِيَ عَلَيْكُمْ
وہ سارے مل کر ایک دوسرے کو تمہارے بارے میں یوں بلائیں گے جس طرح

تَدَاعِيَ الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا

پلیٹ ایک ہو اور کھانے والے بہت سے ہوں اور آپس میں ان کا اتفاق بھی ہو تو سارے وہ ایک پلیٹ کی طرف سب کو بلا رہے ہوتے ہیں۔ تو فرمایا ایسی صورت حال امت کے اندر ایک وقت پیدا ہو جائے گی۔ یہ تمام مل کر امت کو مٹانے کے ورپے ہو جائیں گے۔ اور اتنی دلچسپی ہو گی۔ اور ان کو اتنی بھوک ہو گی اس پلیٹ کو کھانے کیلئے کہ ہر ایک دوسرے کو آواز دے گا کہ آؤ تم بھی کھاؤ آؤ تم بھی کھاؤ۔ میری امت ایک پلیٹ کی طرح درمیان میں ہو گی اور دائیں بائیں چاروں طرف دشمن اتحاد کر کے آجائیں گے اور ایک دوسرے کو دعوت دے رہے ہوں گے آؤ تمہارا حصہ بھی ہے اور تمہارا حصہ بھی ہے۔

یہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھ نے اس وقت دیکھا تھا۔ آج کے غیر مسلم اتحاد اور اقوام متحدہ کے زیر سایہ تمام قسم کے بد معاشی، لٹیرے، عسکرانوں کے جوٹولے ہیں۔ ان کی یکجہتیاں اور ان کے مختلف اتحاد و توبعد میں ہے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس وقت خبر دی تھی۔ فرمایا تھا کہ جس طرح ایک پلیٹ کی طرف سارے چھپٹیں گے اس طرح میری امت کی طرف ساری فوجیں چھپت رہی ہوں گی۔

تم نے وہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ وہ عراق کی پہلی ام المعاد کہ مسئلہ ہو یا موجودہ جو دو سال کی صورت حال ہے یہ کاروائی ہو۔ وہ افغانستان میں بہتا ہوا خون کا دریا ہو یا بعد میں جو آگے سلسلے بھی نظر آرہے ہیں اور جن کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ وہ سارے مسائل ہوں یا فلسطین کا مسئلہ ہو یا وہ کشمیر کا مسئلہ ہو۔ تم نے اس بات کو اپنے احساس سے دیکھا۔ اور محسوس کیا اور مشاہدہ کیا۔ کہ کس طرح امت مسلمہ پر ہر طرف سے بھیڑیے چھپت رہے ہیں۔ اور اس امت کے وجود کو پاش پاش کرنا چاہتے ہیں۔ اور تار تار کرنا چاہتے ہیں اور اس کو وہ لبو لہان کرنا چاہتے ہیں۔

میرے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے قبل ان خطرات کو بیان کر دیا تھا۔ ابھی جوابی لمحے میں جواب اور حل بھی بیان کریں گے۔ آج کی اس صورت حال کے اندر مسلمان وہ کیسا مسلمان ہو سکتا ہے کہ جن کو کشمیر میں بہتا ہوا خون نظر نہ آئے۔ جس کو افغانستان کے حر اور حریت پسند لوگوں کے ان جذبات کے بارے میں کوئی بے چینی پیدا نہ ہو کہ جن کو پکار کے یوں جکڑا گیا جس طرح کہ جالوروں کو غجروں میں بند کر دیا جاتا ہے۔ اور دشت لٹلی کے اس صحرا کے اندر ہزاروں کو یوں تہ تیغ کیا گیا کہ جیسے یہ ماؤں کے بیٹے نہ ہوں ٹیکروں اور درختوں کے اوپر لگنے والا کوئی پھل ہو۔ جس کو بے دردی کے ساتھ توڑ دیا جائے۔

آج وہ مقدس سرزمین جو عراق کی سرزمین ہے۔ وہاں پر ابراہیم علیہ السلام کی نسل موجود ہے۔ اس زمین کو ”عقل العرب“ کہا جاتا ہے۔ اور جس کو ”روضة الصالحین“ کہا جاتا ہے۔ جس کو مہد الاولیاء کہا جاتا ہے۔ حجاز مقدس کے بعد جو سب سے زیادہ اسلام کیلئے مقدس سرزمین ہے اور آثار کے لحاظ سے فنون اور علوم کی ترویج و اشاعت کے لحاظ سے۔ وہاں خونخوار بھیڑیا ابھی تک وہ سیر نہیں ہوا مسلسل مسلمانوں کا خون بہا رہا ہے۔ اور کشمیر کے دیس میں خون بہتا رہے اور ہمیں اس کا احساس نہ ہو یہ ممکن نہیں جو مومن ہے وہ ضرور ترچتا ہے۔ اس کے دل سے آہیں نکلتی ہیں۔ وہ ضرور سوچتا ہے اگر کر سکتا ہے۔ تو زور بازو سے بھی کرتا ہے۔ اگر کر سکتا ہے تو کلمہ حق بلند کرتا ہے۔ ورنہ دل میں بے چینی تو ضرور محسوس کرتا ہے۔ اس واسطے مسلمان ہونے کے نصاب کی یہ آخری شرط ہے۔ اس بے چینی کو محسوس کرنا ہمارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہ فرما دیا تھا۔

مَنْ لَمْ يَهْتَمَّ بِأُمُورِ الْمُسْلِمِينَ فَلَيْسَ مِنَّا

جس کو مسلم اُمہ کا درد محسوس نہیں ہو تا وہ میرا امتی ہی نہیں ہے۔ وہ ہم سے نہیں وہ ہمارا نہیں وہ میرا نہیں مسلمانوں کے حالات پر جس کو تکلیف نہیں ہوتی۔ جب مسلم اُمہ کو زوال آئے اور مختلف مسائل پیدا ہو جائیں وہ تدبیر نہ کرے وہ سوچتا نہیں ہے وہ متوجہ نہیں ہو تا تو میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں ”لیس مِنَّا“ وہ ہمارا نہیں۔ اگرچہ نمازی ہو روزے دار ہو حاجی ہو جو کچھ بھی کر رہا ہو فرمایا ادھر مسلم اُمہ پر قیامت گزر جائے اور اُس کو کبھی ایسا کر دار ادا کرنے کیلئے ترپ ہی پیدا نہ ہوئی ہو۔ فرمایا میری اُمت کا فرد وہ ہے جو اپنے بھائی کے درد میں تڑپتا ہے۔ جس طرح بدن کے ایک عضو پر کچھ درد کا حملہ ہو تا ہے وہ بیمار ہو تا ہے تو سارا بدن ہی رات جاگ کے گزار دیتا ہے۔ اور سارے بدن کو ہی چین نہیں آتا ایسے ہی اُمت کا ایک حصہ کٹ رہا ہو۔ اُن پہ حمل چھڑک کے اُن کو جلایا جا رہا ہو۔ اُن کو بڑی بڑی ابو غریب جیسی جیلوں کے اندر بند کر کے کتوں سے اُن کا گوشت کٹوایا جا رہا ہو۔

اور دوسرا کوئی ادھر کان ہی نہ دھرے اور اُس کی آواز پر لبیک ہی نہ کرے اور اُن مسائل کو اپنا موضوع سخن ہی نہ بنائے اور اُن کو ایک تاک نسیان کا حلقہ بنا کے چھوڑ دے، نہیں نہیں۔ ایسا ہر گز مسلم اُمہ سے نہیں ہو سکتا۔ ایمان کی حرارت نام ہی اس کا ہے کہ جس وقت ایک جگہ پر کوئی ایسا مسئلہ پیدا ہو تا ہے تو تمام اُمت مسلمہ اُس درد کو محسوس کرتی ہے۔ اور محسوس کرنے کے ساتھ اُس حالت کو بدلنے کیلئے اپنا کر دار ادا کرنے کی پلاننگ کر لیتی ہے۔

آج کے جو خطرات ہیں اگر گھنے بیٹھیں تو اس گھنہ میں گھٹنے گھٹنے ہی صرف نام لیتے ہوئے وقت گزر جائیگا۔ صرف ایک دو باتیں جو بڑی اہم اُن کو چیش کرتے ہوئے اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہیں۔ ایک ہے خطرہ اُمت مسلمہ کے بدن اور وجود کو اور ایک ہے خطرہ اُمت مسلمہ کی سوچ کو اور نظر و فکر کو کچھ حملے وہ ہیں جو اُمت مسلمہ کے وجود پر ہیں اور کچھ حملے وہ ہیں جو مسلم اُمہ کی سوچ پر ہیں۔ جو مسلمانوں کی فکر پر ہیں جو مسلمانوں کے دماغ پر ہیں۔ آج صورتحال بہت بدتر اور ابتر ہوتی جا رہی ہے۔ جو حملہ مسلم اُمہ کے بدن پر ہے اگرچہ وہ بھی ایک گھناؤنی سازش ہے۔ جو کعبۃ اللہ سے خون مقدس ہو اُس خون کو گلیوں میں بہا دیا جائے۔ لیکن اس سے بڑا حملہ اور اس سے بڑا جرم اُن لوگوں کا ہے ”جو مسلم اُمہ کی سوچ پر حملہ کر رہے ہیں۔“

مسلم امہ کے دماغ کو معطل کر رہے ہیں۔ مسلم امہ کے دماغ کو بدل رہے ہیں۔ مسلم امہ کے دماغ کو تبدیل کر رہے ہیں۔ یہ بڑا حملہ اس واسطے ہے کہ جس کے بدن پر حملہ ہو رہا ہے وہ حریت کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ وہ دفاع کر رہے ہیں روزانہ شہادتوں کا جام نوش کر کے کافروں کو بھی واصل جہنم کر رہے ہیں۔ اور وہ اپنے ایمان کے زور پر ٹیکنالوجی کا منہ توڑ جواب دے رہے ہیں۔

لیکن جو حملہ فکر پر ہوتا ہے۔ اس میں قیامت اور بربادی یہ ہے کہ حملہ ہو رہا ہے اس بھارے کو پتا ہی نہیں چلتا۔ وہ چپ کر کے سہتا ہے۔ اور بدلتے بدلتے بدل جاتا ہے۔ جس زخم پہ اُسے درد ہوتا تھا۔ اُس زخم کا درد اس کو محسوس ہی نہیں ہوتا۔ جو بیماری تھی اُس کو وہ شفا سمجھتا ہے۔ اور جو زہر تھا اُس کو وہ تریاق سمجھتا ہے اور نتیجہ بڑی ہلاکت کا ہو جاتا ہے۔

وہ پہلا حملہ چونکہ اس کی مزاحمت کا ایک جذبہ اور شوق ہوتا ہے۔ اس کو روکنے کی تدابیر بھی ہوتی ہیں۔ اور کامیابیاں بھی ہوتی ہیں۔ یہ دوسرا حملہ ایسا ہے کہ بیٹھا بیٹھا مسلمان اُس کا دماغ بیودی بن جائے۔ اُس کا دماغ عیسائی بن جاتا ہے۔ اُس کا دماغ ہندو کا دماغ بن جاتا ہے۔ وہ بیٹھا مسلمان کا تھا۔ باتیں یہودیوں والی کرتا ہے۔ وہ فرزند تو اسلام کا تھا مگر وہ باتیں عیسائیوں والی کرتا ہے۔ اس نے آنکھ تو ایک اسلامی خاتون کی گود میں کھولی تھی۔ لیکن جب یوں ہے تو جہنمیوں والی باتیں کرتا ہے۔

اس کی سوچ کو معاشرے نے بدل دیا۔ اس کی سوچ کو اغیار نے بدل دیا اس کی سوچ کو یہود و نصاریٰ کے پراپیگنڈہ نے بدل دیا اس کی سوچ کو معاذ اللہ اُس روشن خیالی نے بدل دیا کہ جس کی روشنی جہنم کے شعلوں کی تو ہو سکتی ہے۔ مگر وہ روشنی فردوس کے بالا خانوں کی نہیں ہو سکتی یہ تبدیلی کیسے آتی ہے۔ اور یہ کیسے ہوتا ہے۔

اس کی مثال سمجھنے کیلئے دور نہیں جانا پڑیگا۔ یہ تمہارے گھر میں جو ٹیپ ریکارڈز ہے اس میں جیسی کیسٹ ڈالتے ہو ویسی ہی آواز آتی ہے۔ جو ڈالتے ہو وہی سنائی دیتا ہے۔ وہ کیسٹ اگر پہلے اپنی تھی تو اپنی آواز آتی تھی۔ اگر وہ کیسٹ بدل گیا تو غیروں کی آواز آئے گی۔ جب وہ کیسٹ بدلا ہے تو آواز بدل گئی ہے۔

اگرچہ وہ ٹیپ تمہاری ہے وہی اس کا حلیہ ہے۔ وہی اس کا جوہ ہے۔ وہی تمہارے گھر میں پڑی ہے۔ لیکن سب کچھ بدل کس طرح گیا۔ وہ کیسٹ بدلنے سے آواز بدلی پیغام بدلا۔ پہلے قرآن کی تلاوت تھی پھر اس میں فاشی کے گانے آگئے۔ پہلے قرآن کا پیغام تھا۔ پھر شیطان کی آگ آگئی۔ پہلے اس میں لغو تجربہ نکل کی تلاوت کی جا رہی تھی۔ پھر اس میں رسوائیوں کے سبق آگئے۔ کیسٹ بدلی ہے ٹیپ نہیں بدلی وہ ٹیپ کیا ہے آپ کی اسی طرح ہے۔ وہی شکل ہے وہی اس کی حیثیت ہے۔ وہی اس کی کیفیت ہے چوٹی سی چیز اندر سے بدلی سارا نظام بدل گیا۔

آج وہ بچہ جو مغرب زدہ ہوا جو یہودیوں کے جال میں آسایا وہ مسلم امہ کا سپوت کہ جس کے دماغ کی کیسٹ عیسائیوں نے بدل دی
 سنتے ہو تو تعجب ہوتا ہے کہ یہ مسلمانوں کا بیٹا ہے۔ اسکی زبان سے یہودیوں کی تعریف نکل رہی ہے عیسائیوں کی تعریف نکل رہی ہے
 ہندوؤں کا ہم نوا بن گیا ہے۔

جب کبھی تنقید کرتا ہے تو اسلام پہ کرتا ہے۔ جب بھی تعریف کرتا ہے تو یہودیت اور عیسائیت کی کرتا ہے یہ کیسے ممکن ہوا
 وہ کافی دیر اندر سے کیسٹ تبدیل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ مگر گھر والا باپ بے چارہ سادہ تھا۔ صرف وہ ٹیپ کو دیکھ رہا تھا۔
 وہ کیسٹ کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنے بیٹے کا چمکتا چہرہ تو دیکھتا تھا اور اس کا اسلام میں ہونا بظاہر اس کو دیکھتا تھا۔ اس کو یہ پتا نہیں تھا کہ
 اس کی کیسٹ کو تبدیل کیا جا رہا ہے۔

جب کیسٹ بدلہ نتیجہ کیا نکلا ہر طرف وہی بچہ جب بولتا ہے وہی انسان بچہ کیا بڑے بھی اپنی کیسٹیں بدلوا چکے ہیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

جس دماغ نے ملامت کرنی تھی وہ دماغ ہی بدل گیا تو اب ملامت کون کریگا۔ جس سوچ نے کہا تھا کہ ہوش کر تو کیسے بولتا ہے
 اور تو کس کے ساتھ چلنے کی باتیں کرتا ہے۔ جب وہ سوچ ہی معطل ہو گئی اور غبی سوچ آگئی اب ان باتوں پر جو وہ کر رہا ہے اپنے آپ کو
 ملامت کرے تو کیسے کرے وہ نظام اس انداز میں کیسٹ کے بدلنے کے لحاظ سے بدلتا جا رہا ہے یہاں تک اس اُمت کے لوگ
 جو کرسیوں پر پہنچے۔ آگے مناصب پر پہنچے اب ایسی باتیں کرنا انہوں نے شروع کر دیں کہ جس کو دیکھ کر ایک انسان کو شرم آتی ہے
 کہ کیا ایسے بھی مسلمان ہو سکتے ہیں کہ

جو کلمہ پڑھیں اور اسلام کو طعنے بھی دیں کلمہ بھی پڑھیں اور اسلام کی معاذ اللہ ہر وقت توہین بھی کریں۔ یہ سلسلہ اس وقت
 سب سے خطرناک سلسلہ ہے اور یہ چیلنج اسلام کیلئے سب سے خطرناک چیلنج ہے۔ دوسری جگہ حملے ہو رہے ہیں ان کا ظلم اور قبا حسیں
 اپنی جگہ لیکن وہاں بھی ایک تحریک ہے اور دفاع کیا جا رہا ہے اور جواب دیا جا رہا ہے۔ لیکن یہ جو شعبہ ہے اس میں خاموشی چھائی
 ہوئی ہے۔ حملے مسلسل ہو رہے ہیں اور دفاع کی کوئی سونپی ہی نہیں جا رہی۔ دفاع کرنے والوں کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ تم منبر پر بھی
 نہیں بول سکتے تم مسجد میں بھی نہیں بول سکتے تم اجتماع میں بھی نہیں بول سکتے۔ تم قرآن و سنت کا پیغام نہیں دے سکتے۔ یہ جو سب
 سے بڑا خطرہ اور سب سے بڑا ہمارے لئے چیلنج ہے۔ اس کو محسوس کر کے ہم نے اس کا بھی کوئی حل نکالنا ہے کہ ہم کس طرح اپنے
 دفاع کو بچا سکتے اور کیسے اپنی سوچ کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

بدن انسان میں دماغ انگریزی چال انگریزی

وہاں انگریزی جسم کا اک اک بال انگریزی

ہر چیز مسلم اُمہ کی لگتی جا رہی ہے۔ اس کے نظریات و افکار کو ذہن سے نکال کر نئے فیز کے جارہے ہیں۔ اس سلسلے میں آواز اٹھائی ہی نہیں جا رہی اور خود احساس ہی پیدا نہیں ہو رہا۔

میرے بھائیو! دیکھو تو سبھی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کس قدر متوجہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے قرآن کی آیات نے ہمیں کس قدر سمجھایا تھا۔ اور کس قدر اس سلسلے کے اندر محتاط کر دیا تھا۔

جب سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۶۸ اتر رہی تھی تو کیا ملبوم تھا۔ اس کا مطلب کیا تھا۔ اس کے الفاظ کیا تھے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا تھا:

لَا تَقْعُدُوا عَنْ صَلَاةِ رَبِّكُمْ تَخَتَّلِطُوا بَيْنَ يَدَيْهِمْ يُخْرِجُكُم مِّنَ دَارِكُمْ لَا تَتَذَكَّرُونَ (سورۃ الانعام۔ ۶۸)

یاد آ جانے کے بعد عالموں کے پاس بالکل نہ بیٹھو۔ عالموں کے پاس بیٹھنا حرام ہے۔ جیسے شراب نوشی کو حرام کیا۔ ایسے ہی یہودی کے پاس بیٹھنے کو عیسائی کے پاس بیٹھنے کو ہندوؤں کے پاس بیٹھنے کو بالخصوص جس وقت وہ ایسا ہے جو اسلام پہ تنقید کرتا ہو۔ آیات کا مذاق اڑاتا ہو۔ اسلام پہ ہر وقت حملے کرتا ہو تو اللہ نے حرام کر دیا۔ فرمایا ہر جگہ بیٹھ سکتے ہو۔ ایسے منحوس لوگوں کے پاس نہیں بیٹھ سکتے۔

اس واسطے اگر بیٹھو گے تو تمہارے دماغ کا کیسٹ بدل جائے گا۔ نتیجہ بڑا خطرناک نکلے گا۔ آج کیا ہو رہا ہے کچھ لوگ تو ویسے زیر دام چلے گئے اور یقیناً کسبِ حلال کیلئے کہیں جانا بھی جائز ہے۔ لیکن جو اپنے لقمے کی خاطر ان ممالک میں گئے اور وہاں جا کر اپنا تحفظ نہ کر سکے۔ انہوں نے جرم کا ارتکاب کیا اور اگر کوئی وہاں جا کے محفوظ رہتا ہے تو یقیناً اس کیلئے منجائش بھی موجود ہے۔

ان آیات کو بہر حال اسے سامنے رکھنا ہو گا۔ میرے اللہ نے جب حرام کہا تھا تو یہ کیسے وہاں پہنچتا ہے۔ سور اور خنزیر کی حلت کی دلیلیں ان سے سیکھتا ہے اور پھر اس میں حذب ہو جاتا ہے۔ شراب کی حرمت کے بارے میں شک میں آتا ہے۔ اگر چاہے تو منحوس نظریات کے ساتھ بدل سکتا ہے۔ تو ان میں سے کسی کو بدل دے اپنے ایمان و تھیں کی کیفیت کو کبھی نہ بدلے پائے۔ دوسری طرف وہاں جاتا تو ہماری تھوڑی سی کمیوٹی ہے وہ کسبِ حلال کیلئے جو گئے حفاظت کریں ان کیلئے منجائش ہے لیکن یوں اپنا آپ پیش کر دے وہ حرام ہے۔

مسئلہ یہاں کا ہے کہ آج ہمارے دین کیسے بدل رہے ہیں۔ مسلم اُمہ کیلئے یہ ضروری تھا کہ یہ غیر کی بات ہی نہ سنتے ان کی بات سننے سے اسلام نے پابندی لگائی تھی کہ جو مسلمان ہے وہ نہ تو غیر کی بات کو سن سکتا ہے اور نہ اس پر توجہ دے سکتا ہے۔ چہ جائیکہ غیروں کو ہمارے نصاب کا حصہ بنا دیا جائے۔

آغا خان بورڈ کی شکل میں حضرت طارق بن زیاد کی عظمتوں کے حوالے نکال کر وہاں پر عیسکس کی باتیں لکھ دی جائیں۔
 سیدہ فاطمہ الزہراء کا مقدس کردار نکال کر باقیوں ایڈھی جیسی خواتین کے تذکرے شامل کر دیئے جائیں اور ایسا نصاب بنایا جائے
 جس میں یہ بار بار کہا جائے کہ نظریہ پاکستان ہندو تنظیموں کا پیدا کردہ تھا۔ اس کا کسی مستحکم سوچ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔
 جس وقت ہم اپنے نوںہالوں کو پڑھنے کیلئے ایسی کتابیں دیں گے۔ تو کیا پڑھ کے وہ اسلام کے علمبردار بنیں گے۔ نہیں نہیں۔
 نفرتوں کی کتاب پڑھ کر محبوں کا نصاب لکھنا، بڑا کٹھن ہے خزاں کے ماتھے پہ داستانِ گلاب لکھنا، جو یہ پڑھیں گے تو یحییٰ بن جابر کیلئے
 آگے اس سے پہلے جو پڑھتے رہے وہ مغرب کی دوکانوں کے کھلونے تو بن گئے ہیں۔ مگر اسلام کا وہ ماڈل انسان نہیں بن سکے۔
 اگر ری سکریٹری اس آغا خان بورڈ کی شکل میں یوں نکال دی گئی تو پھر اسلام یوں دیکھتا رہے گا کہ میرا جاننے والا کون ہے
 اور میرا ماننے والا کون ہے اور وہ تو ہے صرف تمنا کیلئے لیکن یہاں تو پلاننگ ہیں۔ پوری قوم کا ذہن اچک لینے کی اور اس کے دماغ کو
 بالکل معطل کر دینے کے جتنے بھی چیلن ہیں یہودیوں کے چل رہے ہیں، عیسائیوں کے چل رہے ہیں، مرزائیوں کے چل رہے ہیں،
 ہندوؤں کے چل رہے ہیں۔

اس پاکستان کی سرزمین پر حرام تھا کہ ان میں سے ایک کی آواز بھی یہاں پر سنائی دیتی۔ اس ملک کی حکومت کا سب سے پہلا
 منصب یہ ہے کہ وہ اپنے مواصلاتی نظام کو اتنا مستحکم بنا دے کہ کوئی باہر سے بیٹھ کر ان کو کوئی ستانا چاہے تو یہ اس کو روکیں۔ جو اسلام
 کو پسند ہو وہ تو قوم تک آنے دیں۔ اور جو اسلام کو ناپسند ہو وہ بات ہر گز اس دائرے کے اندر داخل نہ ہونے دیں۔

جو اسلامی سلطنت ہو اسلامی ملک ہو اور تمام تر مسلم ائمہ کے قبضے میں ممالک ہیں سب سے بڑا پہرہ مواصلات اور ذرائع ابلاغ
 کے لحاظ سے ہے۔ وہ الیکٹرانک میڈیا ہو یا پریٹنگ میڈیا ہو سب سے پہلا فرض ہے امت کے اربابِ بسط و کشادہ کا کہ وہ اپنی امت کو
 ان حملوں سے بچائے۔ اسلام نے ذرائع ابلاغ کے بارے میں باقاعدہ سبق پڑھائے ہیں اور اس بات کو لازم کر دیا جائے کہ یہ چھوٹا سا
 منصب نہیں کوئی خبر سننے اور آگے بیان کر دے نہیں نہیں۔

اس کیلئے امت میں اس وقت جو لوگ سب سے زیادہ متقی پرہیزگار ہوں جن کا بیرونی اور بین الاقوامی مطالعہ سب سے زیادہ ہو
 وہ بیٹھ کر فیصلہ کریں اس کے بعد اگر خبر پاس ہوتی ہے تو وہ مسلم ائمہ کے افراد کو سنائی دینی چاہئے۔ اگر نہیں ہوتی تو ہر گز اس کا پھیلاتا
 حرام ہو گا۔

اور کہاں یہ کہ ہم خود فیصلہ کر کے اچھی صورت حال سے لوگوں کو مطلع کرتے اور جو ناجائز تھی ان سے روکتے۔ ہمارے بس میں ہی نہیں رہا۔ ہمارے گھر میں کہیں یہودی بول رہا ہے۔ کہیں عیسائی بول رہا ہے۔ ہماری فضاؤں میں ان کی آواز کی امواج موجود ہیں۔ جو چاہتا ہے کوئی قادیانی بگھوڑا باہر سے بیٹھا ہوا چیل پہ بولتا ہے۔ یہاں کاسپوت سنا ہے۔ کوئی عیسائی لونڈا بولتا ہے اور کوئی یہودی بولتا ہے اور کوئی ہندو بولتا ہے۔ ہمارے گھر میں بیٹھا ایک مسلمان ان کے افکار کو سن رہا ہے۔

اور بالخصوص اس وقت جب وہ اسلام پہ تنقید کر رہے ہیں۔ تو اس کو تو اللہ نے حرام فرمایا تھا۔ یہ اس کا ماحضہ سنا اس کا سینہ تار سنا ان کی تقریر سنا یہ تو بڑی دور کی بات ہے میرے رب نے ایسی خبر کے اجر اور حرمت کا حکم نازل فرما دیا تھا۔ قرآن مجید ایک زندہ کتاب۔ یہ ساری باتیں سامنے تھیں اس واسطے اللہ تعالیٰ کا سورۃ النساء کی آیت نمبر ۸۳ میں ارشاد موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوْ النِّخَافِ أَخَذُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ ۚ لَعَلِمَ الَّذِينَ يَنْتَشِطُونَ أَنَّ مَنَعَهُمْ (سورۃ النساء ۸۳)

یہ آیت صحافت کا سب سے بڑا سبق ہے۔

اسلامی ذرائع ابلاغ کی سب سے بڑی درسگاہ یہ آیت ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کا رد کرتے ہوئے اور کمزور مسلمانوں کا جو ابھی نئے نئے تھے ان کا رد کرتے ہوئے۔ ان کے ایک کردار کی مذمت کی۔ فرمایا۔ جب اس کے کوئی خبر آتی ہے امن کی یا خوف کی تو وہ اس خبر کو پھیلا دیے ہیں۔ خبر آگئی کہ فلاں مسلمان فوج کو فتح حاصل ہو گئی تو وہ کیا کرتے ہیں کہ فوراً وہ خبر پھیلاتے ہیں۔ یا یہ آگئی کہ وہاں پہ فکست ہو گئی تو وہ فوراً پھیلاتے ہیں۔

اب آج کا مزاج یہ سمجھے گا کہ یہ تو کوئی جرم نہیں۔ ہم تو جو آتا ہے آگے بیان کر دیتے ہیں۔ حالانکہ رسول علیہ السلام کا فرمان ہے۔

كُفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يَحْدِثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (مشکوٰۃ ص ۲۸)

ہندے کو جھوٹا ہونے کیلئے یہ کافی ہے کہ جو سنے وہی آگے سنا دے۔ جو بات سنے وہ بات بیان کر دے۔ یہ اس کے جھوٹا ہونے کیلئے کافی ہے۔ تو خبر جیسے بھی ہم آگے پھیلانے میں آج کوئی حرج محسوس نہیں کرتے جبکہ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمادی اور ان لوگوں کی مذمت کی۔

کہ جب مدینہ شریف میں ایک خبر پہنچی ہے۔ تو انہوں نے کیا کیا خبر کو سنا اور خود خبر کے ناشر بن گئے خبر کو پھیلا دیا۔

”إِذَا عَزَا إِلَيْهِ“ وہ خبر کو نشر کر دیتے ہیں۔ اے اللہ انہیں کیا کرنا چاہئے تھا تو ان سے ناراض کیوں ہو رہا ہے۔ انہوں نے خبر دی تو کیا جرم کیا۔ ربِّ کائنات فرماتا ہے اگرچہ کرنا ہی چاہئے تھا۔

وَلَوْ رَكُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ

جب خبر مدینہ شریف میں ان لوگوں کے پاس پہنچی تھی تو ان کا یہ حق نہیں کہ خبر بیان کریں۔ ان کا یہ حق تھا کہ فوراً دربارِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو جاتے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور اگر سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت میسر نہیں آئے۔

وَإِلَى أُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ

تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلے جائیں۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلے جائیں۔ سیدنا عثمان غنی حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہما عشرہ مبشرہ ایسے کبار صحابہ کرام جو کہ اولی امر ہیں۔ ان کے پاس جا کے بتائیں کہ یہ افواہ پھیل گئی ہے۔ یہ خبر آگئی ہے۔ ایسی اطلاع ملی ہے۔ تو اس کو کیا کرنا چاہئے۔ خبر پھیلا نا یہ عام انسان کا کام ہی نہیں یہ کام ہے امت کے منتخب بورڈ کا۔ کہ وہ اس پر پوری طرح سارے پہلو دیکھ کر پھر فیصلہ کریں کہ اس خبر کی بندوں کو اطلاع ہونی چاہئے یا نہیں ہونی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَعَلَّكُمْ الَّذِينَ يَسْتَفِطُونَ مِنْكُمْ

اگر میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس خبر پہنچے گی اور ان کے جو اولو الامر صحابہ ہیں ان کے پاس تو وہ استخفا کریں۔ وہ مسئلے کا استخراج کریں گے۔ اور وہ بتائیں گے کہ یہ آگے پھیلائی جائے گی یا نہیں پھیلائی جائے گی۔ ہو سکتا ہے ایک مسلم ائمہ کے شہروں کو شکست ہوئی ہے لیکن اب خبر مدینہ میں جب پہنچی تو فرمایا تم نہ پھیلاؤ۔ یہ ان کو دو اور یہ منصب ان کا ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ اب جب باقی لوگوں کو یہ خبر پہنچے گی تو ان کے حوصلے پست ہو جائیں گے۔ دوسرے محاذ پر نا کامی ہو جائے گی۔ اور دوسرے محاذ پر ہماری صورتِ حال خراب ہو جائے گی۔ تو خبر پھیلانے سے پہلے عسکری ماہرین بین الاقوامی وسعت مطالعہ کے لوگ اور عدالت و تقویٰ کے جوبلند ہیں۔ ان سب کی مشورہ کہ میٹنگ کے بعد مسلم ائمہ کے سپوت ملے کریں گے کہ یہ خبر شائع ہونی چاہئے یا نہیں ہونی چاہئے اس منصب کو قرآن مجید نے بیان کر دیا کہ جس طرح نماز روزہ لازم کیا تھا خبر کی تحقیق کو بھی لازم کر دیا ہے۔ اور خبر دینے کے منصب کو بھی واضح فرما رہا ہے۔

آج جو امت مسلمہ میں انتشار آیا ہے۔ آج لوگوں کی کشیشیں بدل رہی ہیں۔ تو اس لئے کہ چند احمق ایسی ایسی ایجنسیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں جو آپس کے آگے انگل دیتے ہیں اور پھر امت میں فتنہ پیدا ہو جاتا ہے فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ مسلم اُمہ کی فوجوں کے مورال پست ہو جاتے ہیں۔

مسلم اُمہ کے مختلف لشکر اپنے مقاصد میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ وجہ یہ ہوتی ہے کہ پیچھے سے خبر کا تقدس پامال کر دیا گیا اور جتنا سپرہ چاہئے تھا۔ جس قدر حساس اور محتاط طریقے سے راز کو رکھنا چاہئے تھا وہ میسای نہیں کیا گیا۔ اب بتاؤ جس قرآن نے خبر کی تصدیق پر اور خبر کی تشہیر پر اتنی پابندی لگائی ہو وہ یہ کیسے چاہ سکتا ہے کہ غیروں کی پوری تقریریں اپنے فنی وی پر کرادی جائیں یا ان کو بلا کے اپنے کالجز میں سنوڈٹس کو لیکچر و لوائے جائیں۔ ان کو بلا کے ان کے افکار کی نمائش کر کے اپنی قوم کو اس کے یوں بتا دیا جائے کہ ان کے رال پکنا شروع ہو جائیں۔

یہ افکار ہیں اور یہ لوگ ہیں جو منتخب قسم کے ہیں اور ان کی سوچ بڑی اعلیٰ ہے۔ یہ تمام فتنے جو ہیں ان کو روکنے کیلئے اس سورۃ کے اندر آیت کو نازل کر دیا گیا تھا۔ فرمایا یہ ہر بندے کا کام نہیں جو سنے وہ سنا دے۔ اب جو سنے یہ ذرائع بھی بند ہونے چاہئیں ان تک آواز آنی نہیں چاہئے اگر آجائے تو پھر اس کو بند کر دینا چاہئے خاص لوگوں تک اگر چاہیں تو خبر اخبار میں چھپے۔ چاہیں تو فنی وی اور ریڈیو پہ آئے۔ ورنہ اس خبر کا آگے پھیلا نا حرام ہے۔

تو یہ تب ہو سکے گا جب فضاؤں پہ کنٹرول ہو گا۔ اگر خود نہ پھیلائیں اور اپنے سے پہلے چار گھنٹے دوسرے پھیلا جائیں۔ تو پھر اپنے روکنے کا فائدہ کیا ہو گا۔ تو قرآن کی اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ امت مسلمہ کا نیٹ ورک اتنا حیزر ہونا چاہئے اور ان کی خبر رساں ایجنسیاں اتنی شفاف ہونی چاہئیں اور اپنی فضاؤں پر ان کا ایسا کنٹرول ہونا چاہئے۔ اگر مسلم حکمران یہ نہیں چاہتا کہ فلاں خبر میری قوم کو نہ ملے تو پوری فضا کو جام کر کے دوسرے کے پیغام بند کر دے۔

اپنی قوم تک صرف اپنی بات پہنچائے جو قرآن کے زیر سایہ ہو اور جو محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے زیر سایہ ہو۔ آج تو وہی حساب بن گیا جو چاہتا ہے ہمارے کانوں میں اپنا گند گھول دیتا ہے۔ لوگ سادہ ہیں آخر ان کا تصور کیا ہے۔ وہ سنتے ہیں اور پھر بدلتا شروع ہو جاتے ہیں۔ وہ صورتحال بنی ہوئی ہے پلٹ ایک ہے۔ ہر ایک اپنی ہوس کو بھرا کر نا چاہتا ہے۔

اور ہر ایک اپنی خواہش کو مٹانا چاہتا ہے۔ تو یہ سب سے پہلا جو ہمارے لئے چیلنج ہے اس معاملے کا ہے کہ ہماری سوچ پر فکر پر اور دماغ پر جو غیر مسلم حملہ کر رہے ہیں وہ ڈائیلاگ تیار کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ ڈائیلاگ کسی طرح کا ہو اس کے پس پردہ اسلام پہ حملہ ہے۔ اس کے پس پردہ منصب نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تنقید ہے۔ اس کے پس پردہ مسلمانوں کو زبوں حالی کا احساس دیا جا رہا ہے کہ

چھوڑو اس مذہب کو اور دوسری طرف آجاؤ۔ وہ ساری فلمیں جو ویسے ہی عریانی کی وجہ سے حرام ہیں۔ لیکن اس مقصد کے پیش نظر بھی ان میں ایک ذہر بھرا ہوا ہے۔ وہ فلم جس کے اندر حواسِ باطنیہ مناظر ہیں۔ وہ تو سارا سلسلہ ویسے تباہیوں کا ہے۔

لیکن ان تباہیوں کے ساتھ ساتھ یہ تباہی بھی ہے کہ وہ بندے کو پھنسا کے فاشی کے منظر میں اس کی کیسٹ بھی ساتھ ہی بدل دیتا چاہتے ہیں کہ اس کے بعد اس کا احساس ہی نہ ہو کہ میں نے کتنا برا کام کیا ہے۔ اور میری زندگی کیسی برائی کے اندر گزر رہی ہے۔

اب دیکھو اگر ہم قرآن مجید کے اس حکم کو نہیں پھیلائیں گے اور قرآن مجید کا یہ جو مواصلاتی نظام اور صحافت کے لحاظ سے ہمارے لئے سبق ہے۔ اس کو پس پشت ڈالیں گے تو کیا ہو گا۔ ہمارے ہر گھر میں غیر کا جاسوس ہے۔ ہمارا بیٹا غیر کا جاسوس بن جائیگا۔ ہمارا بھائی غیر کا جاسوس بن جائے گا۔ یہ اسلام تو ایک راز اور ایک حقیقت ہے۔ اور یہ ایک سوز تھا جس کے لحاظ سے اتنا پہرہ ہونا چاہئے تھا کہ پوری سلطنت میں کوئی ایک انسان بھی ایسا نہ ہو جو غیروں کا آلہ کار بن کے باتیں کرتا پھرے۔ نتیجہ کیا بن گیا ہے۔ ہر محلے میں غیروں کے آلہ کار پیدا ہو گئے ہیں۔ بات چینل سے سنتے ہیں پھر آگے ستادیتے ہیں کہ فلاں یہودی کی تقریر تھی۔ فلاں عیسائی یہ ریسرچ کر رہا تھا۔ فلاں یہ کہہ رہا تھا یہ وقت ہے سنبھلنے کا۔۔۔۔۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے غافل مسلمانو!

تمہاری داستان تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

اگر آج اس پہ پہرہ نہ لگایا گیا۔ تو پھر بات بہت بگڑ جائے گی اور یہ صرف ہماری حکومت تک نہیں تمام مسلم حکمرانوں کو اس سلسلے میں توجہ کرنی چاہئے۔ آخر اللہ کے قرآن کی اس آیت کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا جا رہا ہے؟ اس کا کیا پس منظر سامنے رکھ کے کس لحاظ سے اس پہ عمل کر رہے ہیں؟ یہ آیت خاموش ہے اور لوگ اپنی من مانیوں کر رہے ہیں۔ گمراہ ہوتے جا رہے ہیں۔ لہذا سب سے پہلے امت مسلمہ کا جو حکمران ہے اس پہ لازم ہے۔ ایک تو وہ خود اسلام کے تابع ہو اور دوسرا غیروں کی جو سازشیں اور جو ذہر دماغوں کو پاگل کرنے والا ہے۔ اس کو روک دیا جائے اپنی صلاحیتیں ملک کے سرمائے کو محفوظ کرنے کیلئے لگا دیا جائے اور اپنے وقار کو بحال کیا جائے خود اپنے قرآن کی طرف دیکھیں اور قرآن سے اپنی زندگی کے راستے تلاش کرتے چلے جائیں۔

مختتم سامعین حضرات! اس سلسلہ میں ہمارے لئے جو بات اہم تھی آج ہی نہیں اس سے پہلے لوگوں نے بھی اس کو محسوس کیا۔ علامہ اقبال نے اپنی اٹلیس کی مجلس شوریٰ والی نظم لکھی تھی اس میں بھی اسی بات کو پیش کیا تھا کہ اٹلیس کی جب میٹنگ ہوئی اور پارلیمنٹ کا جب اجلاس ہو رہا تھا اور سارے شتو گٹڑے بیٹھے ہوئے تھے۔ تو اٹلیس ہی نے ایک ایجنڈہ سامنے رکھا تھا۔ کہنے لگا:

یہ فاقہ کش موت سے ڈرتا نہیں ذرا روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو
 فکرِ عرب کو دے کر فرنگی تحلیلات اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

یہ اٹلیس کا ایجنڈہ تھا جس پہ آج عمل ہو رہا ہے اور مسلسل ہمیں بھی کچھ روشن خیال اس قسم کی روشن خیالی کے جام پلانا چاہتے ہیں کہ اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو۔ وہ سرمہ ہماری آنکھ میں ڈال کے ہمیں اس طرف لیجانا چاہتے ہیں۔ نہیں نہیں ہم اس بات کا عزم کئے ہوئے ہیں اور پوری قوم اس غیرت کی پوری طرح علمبردار ہے۔ ہمارے لئے سرمہ ہی کافی ہے جو خاکِ مدینہ نے اپنے منگستوں کو عطا فرما رکھا ہے۔

اقتصادی زبوں حالی کا جیلنج

مختتم سامعین حضرات!

اس سلسلے میں رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرامین کا جائزہ لیتے ہوئے اور قرآن مجید کی آیات اور موجودہ حالات کو سامنے رکھتے ہوئے جو دو سرا بڑا حصلہ ہے وہ ہے اقتصادی زبوں حالی کی آڑ میں کہ مسلسل یہ باور کر لیا جا رہا ہے کہ مسلمان تو غریب ہوتا ہے۔ مسلمان فقیر ہوتا ہے۔ مسلمان کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ سارا اور لڈ بٹک دیکھ لو۔ ہماری مختلف کمپنیاں اور ایجنسیاں اور سرمایہ کاروں کے مختلف نظام دیکھ لو۔ یہ ایک لقمہ حرص اور لالچ کا مسلم اُمہ کیلئے پیش کیا جاتا ہے۔ ایسی صورت حال میں بھی قرآن نے ہمیں تہمتیں چھوڑا۔ آج سے صدیوں قبل ان کو بیان کر کے ارشاد فرمایا تھا۔

سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۲۸ ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا

مشرک پلید ہیں۔ اسی سال کے بعد ہی نو بھری کے بعد یہ مسجد حرام کے قریب نہیں آسکتے جب یہ اس وقت پابندی لگائی گئی تھی آج تو جتنے ہمارے پاس عابری وسائل ہیں۔ اس وقت نہیں تھے۔ آج جتنا سرمایہ ہے جتنا کھانے کا سامان ہمارے پاس ہے۔

وہاں وہ جس وقت روزانہ جہاد کو نکلے ہوئے ہیں اور گھر پیسے سے خالی ہیں اور گھر میں روزانہ کھانے کیلئے پکٹائی نہیں۔ ایک ایک کھجور پہ ہفتہ ہفتہ گزارہ کرتے ہیں۔ جب فوراً اس معاشرے میں یہ بات سامنے آئی اگر ہم بائیکاٹ کریں گے تو ذمہ کیسے رہیں۔

تجارت بند ہو جائے گی مشرکین سے بائیکاٹ کے بعد ہمارا اقتصادی ڈھانچہ تباہ ہو جائے گا۔ جس وقت یہ سوچ کچھ لوگوں میں بھڑھری تھی کچھ لوگوں نے ہرگز اسکو قریب نہیں آنے دیا۔ لیکن جو نو مسلم تھے ان کے لحاظ سے یا منافقین کے لحاظ سے ایسی سوچ جب ابھری تھی۔ اللہ نے اس آیت کا نزول فرمادیا۔ اگر سنو تو لگے گا جیسے اللہ نے آج اس آیت کا نزول فرمادیا ہو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔۔۔۔۔ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً

اگر تمہیں بھوک کا خطرہ ہے۔ اگر تمہیں محتاجی کا خطرہ ہے کہ ہم نے فلاں سے دوستی کا ہاتھ نہ ملایا تو ہم بھوکے مر جائیں گے وہ ہمیں کھانے کو کچھ نہیں دے گا۔ ہمارے پاس کچھ نہیں ہو گا۔ ہم اگر اسرائیل سے تعلقات نہیں بڑھاتے تو بھوکے ہو جائیں گے۔ غلطی کیا ساتھ نہیں بناتے تو بھوکے ہو جائیں گے۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی کی جنگیں ہم نہیں بڑھاتے تو ہم بھوکے ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔۔۔۔۔ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً

اگر تمہیں بھوک اور احتیاجی کا خطرہ ہے۔ تو مومنو! جان رکھو ہم نے خزانے اپنے پاس رکھے ہیں۔ غیروں کو عطا نہیں کئے۔ مومن کی شان کیا ہے۔ قرآن اس کو سمجھاتا ہے۔

إِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ

اگر تمہیں بھوک کا خطرہ ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے فضل سے بے نیاز کر دے گا اگر اللہ نے چاہا۔ کسی کے ورلڈ بینک کو دیکھنے کی ضرورت نہیں اور وائٹ ہاؤس کی طرف لپٹائی نکالیں پھیرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ساتھ قید لگا دی "اِنْ شَاءَ" اگر اس نے چاہا تو وہ تمہیں مالدار بنا دیگا۔ تو تمہیں کام کرنا چاہئے باقی اللہ کی مشیت یہ چھوڑ دینا چاہئے۔ اگر وہ ہمیں بھوکا دیکھنا چاہتا ہے تو ہمیں بھوک میں خوشی ہے اور اگر ہمیں مالدار دیکھنا چاہتا ہو تو ہمیں مالدار میں خوشی ہے۔ لیکن ہم وہ مال نہیں لینا چاہتے کہ جس سے بیک ٹیبلز توڑ دے جائے اور ایمان کا ٹیلز کم ہو جائے وہ مال مرد مومن کیلئے ذوال ہے اور اس کیلئے ہلاکت ہے اور خسران ہے۔

اس واسطے خالق کائنات نے فرمادیا۔۔۔۔۔ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً

سارا جو کائنات میں حال بنا ہے وہ پیدا تمہارے رب نے کیا اور تقسیم تمہارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں۔
 تو یہ آزمائش کے دن گزر جائیں گے اس کی وجہ سے اپنا قبلہ نہ بدل دو۔ اپنی جگہ ڈٹ کے قائم رہو۔ اللہ نے چاہا تو تمہیں یہیں گھر بیٹھے
 والد ارہنا دے گا۔ تم ہاتھ پہ ہاتھ دھر کے محنت نہ چھوڑو مصروف رہو۔ تمہیں غیر سے جا کے مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

”فَسَوْفَ يُعْزِيكُمُ اللَّهُ“ اللہ تمہیں غنی کر دیگا۔ یہ وعدہ اس وقت بھی پورا ہوا۔ چند سال گزرے فتوحات کا دروازہ
 کھل گیا۔ وہ قیصر و کسریٰ کے خزانے اونٹوں پہ لاو کے مسجد نبوی میں لا کے ذخیر کیا جا رہا تھا۔ تو یہ آیت بول رہی تھی کہ کل تمہیں
 گھر سے نکالا گیا تھا مگر تم نے جو مشرکوں سے بایکٹ کیا اس پر کچے رہے ہو۔ دیکھو وہ مال چل کے تمہارے قدموں میں آ گیا ہے۔

تو یہ قرآن ہمیشہ کیلئے اعلان کر رہا ہے کہ کبھی اپنی پالیسیوں کو بناتے ہوئے اقتصادیات کے زیر دام آ کے اپنا قبلہ نہ بدلو اور
 ایمان کا سودا نہ کرو۔ رب پوری کائنات میں جو رزق تقسیم کر رہا ہے وہ رب ہے ہی ہمارا جب چاہے گا خزانوں کے منہ ہمارے لئے
 کھول دے گا۔

یہود و نصاریٰ کے ذریعے ان کی دوستی

تیسرا بڑا فتنہ وہ ہے غیروں کی ٹیکنالوجی کی پاور اور اُن کا اسلحہ اس سے مرعوب ہو کے ہم اُن کی کسی بات کو رد نہ کریں۔ صرف اس خطرے سے اگر ہم نے اُن کی بات نہ مانی تو وہ ہمیں مار دیں گے۔ ہمیں جیتا نہیں چھوڑیں گے۔ ہمیں مار دیں گے۔ میرے رب کا قرآن بول رہا ہے۔ اے امتِ مسلمہ کے شیر کبھی بھی کسی کے اسلحہ سے ڈر کر کسی کی پاور سے مرعوب ہو کر اپنی بات کو بیان کرنا چھوڑ نہ دو۔ اپنے دین کے بارے میں گوشتے نہ بن جاؤ۔ لہذا پیغام پیش کرتے رہو۔ اس زندگی سے ہزار بار موت افضل ہے جو کلمہ حق کو بلند کرتے ہوئے آجائے۔ اسلام کی حقانیت اور غیرت کا پیغام دیتے ہوئے موت آجائے۔ اس سے بڑی اور سعادت کیا ہوگی اور اس سے بڑی اور شہادت کیا ہوگی۔

اب دیکھو قرآن مجید نے اس فتنے کو خود بیان کر کے اس کا اسی وقت حل بھی پیش فرما دیا تھا۔ قرآن مجید کی یہ بھی حقانیت ہے کہ اس وقت جو باتیں بتائی تھیں وہ بالکل سامنے ہیں اور آج یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم وہ سیکھ لیں اور بغیر کسی الجھن کے غیر کو دیکھ کے سینہ تلک نہیں ہونا چاہئے۔ قرآن پڑھ کے بھوکے روکے بھی سینہ کھلا ہونا چاہئے۔ میرے رب کا کیا فرمان ہے۔ جب یہ آیات نازل ہو رہی تھیں۔

لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ

یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بنانا۔ اس وقت یہ آیات نازل ہوئی تھیں۔ جب مسلمان تھوڑے تھے۔ تو دوستی کی ضرورت زیادہ تھی۔ آج کروڑوں ہیں مگر پھر بھی کہہ رہے ہیں کہ ہمارا گزرا نہیں ہوتا۔ اگر گزرا ہے کی بات ہے تو یہ اس وقت ضروری تھا لیکن اصل میں معاملہ گزرا ہونے یا نہ ہونے کا نہیں ہے۔ اللہ نے لازم کر دیا ہے کہ ایمان تب برقرار رہے گا جب تم میرا حکم مانو گے نہ تم یہودی کو دوست بنا سکتے نہ عیسائی کو

بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ

وہ ایک دوسرے میں آپس میں دوست ہیں وہ چھارے کبھی بھی دوست نہیں ہو سکتے آج کا فتنہ ہے ان کیلئے نرم گوشہ دلوں میں پیدا کرنا۔ یہ کہنا کہ وہ بھی اہل کتاب ہیں ہم بھی اہل کتاب ہیں اب دیکھو ان کے بھی حقوق ہیں ہمارے بھی حقوق ہیں۔ ہم کیوں لڑتے رہیں اُن سے کیوں اُلجھتے رہیں ان سے ہم کیوں ایسا کریں۔

اس طرح آہستہ آہستہ وہ بھی تو آخر اہل کتاب تھے ان کیلئے بھی کتاب آئی اور ان کیلئے بھی نبی آئے۔ تو یہ تم نے پکا دیر لگا رکھا ہے کہ ہم نے ہر سلسلہ میں ان کی مخالفت ہی کرنی ہے ہر وقت یہی سوچتے رہتے ہو۔

جس میں بھی پیچھے بڑے سلسلے ہیں کئی تدبیروں کے اور سازشوں کے ہم جس وقت اس بات کو سنتے ہیں۔ تو ہمارا قرآن ہمیں جواب دیتا ہے۔ اے مسلمانو تم اپنے منہ سے نہیں، مجھے تلاوت کر کے انھیں شیشہ دکھا دو۔ تلاوت قرآن پر تو کسی کو اعتراض نہیں ہو گا۔ مفتی کے فتوے پر عتاب ہو گا کہ تم نے یہ فتویٰ کیوں دیا۔ مفکر کی فکر قابل اعتراض ہو سکتی ہے کہ تم نے صحیح سوچ کے یہ بات نہیں کی۔ لیکن بتاؤ قرآن مجید کے سب فیصلے تو اٹل ہیں اس نے واضح کہہ دیا ہے۔

وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ

مسلمانو یہ کبھی بھی نہ سمجھو کہ ہم تمہارا سامانیں گے تو وہ ہمیں چھوڑ دیں گے فرمایا جس وقت اوّل سے لے کر آخر تک سارے اسلام کو چھوڑ کر تم یہودی نہیں جاؤ گے اس وقت تک وہ تمہارا پیچھا کریں گے۔ تعاقب کریں گے۔ تم سمجھتے ہو کہ ایک دو نصاب میں تبدیلیاں کر لیں جہاد کی آیات نکال دیں تو وہ ہمیں چھوڑ دیں گے۔

لَنْ تَرْضَىٰ _____ ”ہرگز وہ راضی نہیں ہوں گے“

حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ _____ ”یہاں تک تم ان کی ملت کی پیروی شروع کر دو“

اور فرمایا: **قَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَفْذُولَةٌ** یہ قرآن بولا ہے کہ یہودیوں نے کہا کہ اللہ کے ہاتھ جکڑے ہوئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

عُلِّتْ أَيْدِيَهُمْ میرے نہیں اٹکے ہاتھ جکڑے ہوئے ہیں۔ میرے تو دن رات ہاتھ تلاوت کر رہے ہیں۔ بخشش کر رہے ہیں۔ اب ہم یہ قرآن پڑھیں تو ہمیں کوئی کہے کہ تم یہودیوں کو گالیاں دے رہے ہو سوچ کے بولو۔ خطرہ بڑا ہے مار دیں گے۔ تو ہم ایسی زندگی نہیں چاہتے جو قرآن سے خاموش ہو کے ہمیں زندگی گزارنی پڑے ایسی زندگی عی مومن کی شان ہے جب قرآن نے ان کو گالی دی ہے تو ہم بھی پڑھ کے ضرور یہ حق ادا کریں گے کہ جس شخص نے اللہ کے ہاتھوں پر تنقید کی ہے کہ اللہ کے ہاتھ معاذ اللہ باندھے جا چکے ہیں۔ ہم اللہ کا فرمان سنائیں گے کہ یہودیو ہم نہیں ہمارا رب تمہیں یہ فرما رہا ہے۔

اس واسطے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ موقف پیش کیا۔

تو یہ آیات بھی ساتھ موجود تھیں اور آج کا پورا منظر آیت میں موجود ہے۔ میرے رب کا کیا خوبصورت فرمان ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۵۲ میں ارشاد فرماتا ہے:

فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ

”تم ان لوگوں کو دیکھو گے جن کے دلوں میں بیماری ہے۔“

يُضَارِعُونَ فِيهِمْ

”وہ یہود و نصاریٰ سے دوستی میں بڑی چیز کریں گے۔“

جن کے دلوں میں بیماری ہے ان کو تم دیکھو گے وہ دوستی میں بڑی چیز کر رہے ہیں اور اس سلسلے میں بڑے بے چین ہیں کہ کب یہودی ہم سے معاہدہ کرے اور کب ہمیں ملے آجائے۔ عیسائی کے ساتھ ملنے میں بڑی چیز دکھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ عذر پیش کریں گے:

يَقُولُونَ نَخْشَى أَنْ تُصِيبَنَا دَآئِرَةٌ

وہ کہیں گے ہم ان پر نرم پالیسی اس لئے اپناتے ہیں۔ اگر ہم نے نہ بنائی تو وہ ہمیں مار دیں گے۔ ”نخشى“ ہم ڈرتے ہیں۔
”أَنْ تُصِيبَنَا دَآئِرَةٌ“ کہ ہم پہ حملہ ہو جائے گا۔ ایٹم چل جائے گا۔ ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

اے قرآن حیرت صد اقیوں کو سلام کرتا ہوں۔ آج سے صدیوں قبل جو تو نے باتیں بتائیں تھیں آج کے بہت سے نام نہاد امت کے لوگ بھی آج یہاں بنا رہے تھے۔ ان کو پتا نہیں قرآن نے یہ چوری پہلے پکڑ لی تھی اور اسکی اطلاع بھی امت کو عطا کر دی تھی۔
ہم اس واسطے نرم رویہ رکھتے ہیں یہود و نصاریٰ سے دوستی چاہتے ہیں کہ ہم نے دوستی نہ کی تو ہمیں خطرہ ہے ہم پہ حملہ ہو جائیگا اور ملک سارا اُلٹ جائے گا اور ہماری ساری صلاحیتیں رازیاں چلی جائیں گی اور ہمارا سارا ڈھانچہ تباہ ہو جائے گا۔

جس وقت یہ بات سامنے آ رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت بیان کر کے فرمادیا:

فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنَّكَ بِالْفَتْحِ

فرمایا میرے بند ڈرنے کی کوئی بات نہیں وہ تمہیں کھائیں جائیں گے۔ قریب ہے اللہ تمہیں فتح عطا فرما دے گا۔

فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنَّكَ بِالْفَتْحِ — قریب ہے اللہ فتح لے آئے۔

أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ — یا اس کے علاوہ کوئی لپٹا حکم لے آئے۔

فَيُضَيِّحُوا عَلَى مَا أَسْرَوْا فِي أَنْفُسِهِمْ لَدِمِينَ — پھر وہ لوگ منہ چھپائیں گے جو آج کہتے ہیں اگر ہم نے

یہ دوستی نہ کی تو ہم پر حملہ ہو جائیگا۔ فرمایا جب اسلام پھرے ہوئے شیر کی طرح نکلے گا۔ تو پھر یہ لوگ جو آج ناکام فلسفے گھڑ رہے ہیں

منہ چھپا رہے ہوں گے اور اسلام کے شیر سر اٹھا کے گردن بٹا رہے ہوں گے اور بتا رہے ہوں گے کہ ہم نے اپنا قبلہ نہیں بدلا۔ اللہ نے ہمارے لئے زمانہ بدل دیا ہے اور یہ دن اللہ کے فضل سے اِن شاء اللہ ضرور آئے گا۔ ہم نے یہ چھوٹی چھوٹی من گھڑت موٹکافیاں کے پیچھے پڑ کے قرآن چھوڑ سکتے ہیں نہیں نہیں اس قرآن نے ہمارے سارے فیصلے مکمل کئے ہوئے ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں ان تمام چیلنجز کا اپنے ذریعہ یقین کے ساتھ جواب دینا ہے۔

میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی واضح فرما دیا تھا۔ جو حقیقی کی حدیث جو شروع میں نہیں نے پیش کی ہے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ وقت آجائے گا کہ میری امت پلیٹ کی طرح ہوگی اور سارے کھانے کیلئے جمیٹ رہے ہوں گے۔ ایک پلیٹ کیلئے سارے اکٹھے ہوں گے تو صحابہ کرام نے پوچھا اور یہ بھی سعادت ہمیں کہ پوچھتے وقت ان کا جو عقیدہ تھا، آج ہمارا بھی وہی عقیدہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک غیب کی بات پوچھ لی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اس وقت ایسے حالات پیدا کیوں ہو جائیں گے۔ کیا خوبصورت سوال تھا کہنے لگے، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!

وَمِنْ قَلِيلٍ قَلْعُ يَوْمِيْنِ

کیا اس وقت ہم تھوڑے ہو جائیں گے۔ یعنی اس زمانے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلمہ گو بہت تھوڑے ہوں گے کہ جہاں ان کو پلیٹ سمجھا جائے گا۔ کیا مسلم امہ کی کیونٹی تھوڑی ہوگی۔ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشاہدہ دیکھو۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا جواب دیا۔ فرمایا:

بَلَىٰ اَنْتُمْ يَوْمِيْنِ كَثِيْرٌ

میرے صحابہ تم تھوڑے نہیں ہو گے اس وقت میری امت اب سے بھی بڑی ہوگی۔ جتنے صحابہ تم ہو تم سے کہیں زیادہ اس وقت کروڑوں اربوں کی تعداد میں میری امت کے لوگ موجود ہوں گے۔

پوچھایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنے ہوتے ہوئے پلیٹ بن جائیں گے کیوں ایسا ہو گا۔ پہلا غیب کا معاملہ بتادیا۔ غیب کی خبر دے دی۔ جب دوسرا سوال ہوا کہ ایسا پھر ہو گا کیوں۔ اتنے کروڑوں کی تعداد میں ہو کے پلیٹ کی طرح سامنے پڑے ہوں گے اور دشمن ان کو چاٹ رہے ہوں گے۔ تم مشاہدہ لہنی آنکھوں سے کر رہے ہوئی وی کی سکرین پر جو عراقیوں سے کیا جا رہا ہے اور جو افغانستان میں ہو رہا ہے اور جو کشمیر میں ہو رہا ہے کیسے پلیٹ کی طرح چاٹنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جس وقت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہوں گے تو بہت زیادہ مگر جہاگ کی طرح بن چکے ہوں گے۔

لِيَكُنَّكُمْ غَنَاءٌ كَفَتَاءُ السَّبِيلِ

فرمایا اے صحابہ وہ تمہارے جیسے شیر نہیں ہوں گے وہ انسان تو ہوں گے مگر جہاگ جیسے ہوں گے جیسے سیلاب کی جہاگ ہوتی ہے ایسی اُمت بن جائے گی۔ ہائے افسوس یہ سوچنے کا مقام ہے کہ وہ وقت آگیا کہ ہم جہاگ بن گئے اور اس وقت سے نشاندہی کر دی گئی۔ پلیٹ کی طرح غیروں کے سامنے پڑے ہیں اور ہماری فوجیں بھی ہیں ہمارے حکمران بھی اتنی کیونتی ہماری پاس موجود ہے اور اس کے باوجود ہماری یہ صورت حال ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمادیا کہ وہ جہاگ کی طرح ہونگے اگرچہ بہت زیادہ ہونگے مگر پکے نہیں ہونگے۔ صحابہ تم تو تھوڑے بھی بڑاڑوں پر غالب آجاتے ہو۔ وہ جہاگ کی طرح ہوں گے اور کیسی صورت حال ہوگی۔

وَيَنْزِلُ عَنِ اللَّهِ مِنْ مُدْوَِرٍ عَذْوِكُمْ الْمَهَابَةِ

فرمایا فرق اتنا رہ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت کے مسلمانوں کا رعب دشمنوں کے دلوں سے نکال دے گا اور مسلمانوں کے دلوں میں دشمن کا رعب ڈال دے گا۔ صورت حال دیکھ لو چشم کشا تبھرے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ بات کتنی پہلے بیان کی۔ جو ہم تمہید سے بیان کر کے آئے ہیں کہ کیسٹ بدل جائے گی۔ وہ دل کا کیسٹ کہ جس میں جو دشمن ہے ان کے دلوں میں جو اسلام کی دھاگ بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ خوف ان کے دلوں سے نکل جائیگا اور مسلم اُمد پر خوف طاری ہو جائے گا۔

فرمایا کروڑوں ہو کے جب جہاگ ہوں گے تو پھر پلیٹ ہی بن جائیں گے میرے صحابہ بہت سے لوگ موجود ہوں گے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بن آجائے گا وہن سب سے بڑا خطرہ ہوگا وہن کا مرض لگ جائے گا۔ اے میرے صحابہ میرے غلاموں کو یہ پیغام پہنچا دو کہ قیامت آجائے لیکن وہن کو نہ آنے دیں وہن کو دور رکھیں۔ یہ وہن وہ مرکزی پہرنگ ہے جس پر آج کی صورت حال کا دہرہ ہے کہ سرکار فرما رہے ہیں وہن بالکل قریب نہ آنے دو۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!

وَمَا الْوَهْنُ

وہ وہن کیا چیز ہے کہ آپ فرما رہے ہیں وہ وہن سے جہاگ بن جائیں گے اور وہن سے کزور ہو جائیں گے وہن کیا چیز ہے۔

تو میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے تھے۔

حُبُّ الدُّنْيَا وَ كَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ

”وہن یہ ہے کہ میری امت کے لوگ دنیا سے پیار کریں گے اور موت سے نفرت کریں گے۔“

صحابہ آج تمہیں موت پیاری لگتی ہے اسلام کیلئے اس وقت جس وقت ظلیہ اسدی کے خلاف جنگ ہو رہی تھی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے فوراً بعد جنگ ہو رہی تھی۔ اسکے ساتھی مسلسل مارے جا رہے تھے۔ صحابہ اس جھوٹے مدعی نبوت کے ساتھیوں کو تہہ تیغ کر رہے تھے۔ اس نے اجلاس بلا لیا آخر وجہ کیا ہے۔ یہ تھوڑے سے آئے ہوئے تمہیں مار رہے ہیں تو اس کے ایک جھوٹے امتی نے کہا بات صرف اتنی ہے کہ ہم میں ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ میرا بھائی مرے میری باری بعد میں آئے۔ لیکن جو ہمیں مارنے آئے ہوئے ہیں ان کا کمال شوق ہے ہر ایک چاہتا ہے میری باری پہلے آئے میرے دوست کی باری بعد میں آئے۔ یہ جذبہ ان لوگوں میں موجود تھا۔ آج اس کی کمی ہو گئی ہے۔ یہ وطن آگیا ہے لہذا ہمیں چیلنجز کا جواب دینے کیلئے وہن کو دور کرنا ہے اور وہن کو دور رکھنا ہے۔ جس وقت وہن دور ہو جائے گا سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔

ہمارا مسئلہ کوئی اقتصادیات کا نہیں۔ ہمارا مسئلہ ورلڈ بینک کا نہیں۔ ہمارا مسئلہ محض ایٹم کا نہیں۔ محض ٹیکنالوجی کا نہیں۔ ہم اسے جانتے ہیں اس کی حیثیت ہے مگر خدا کی قسم ایمان کے مقابلے میں اسے کچھ بھی نہیں مانتے۔ یہ ایمان کا ضمنی شعبہ ہے ایمان کے تابع ہے۔ ہمیں اس میدان میں بھی ترقی کرنی چاہئے غیروں کی بھیک نہیں مانگنی چاہئے مگر ایسی طاقت لینے اور ٹیکنالوجی کے حصول کیلئے اگر ایمان دینا پڑ جائے تو ہمیں ایسی ٹیکنالوجی کی ہرگز کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تھا انسان بغیر کسی اسلحے کے بھی لہنا کر دار ادا کر سکتا ہے۔ لیکن جب اسلحہ چاہئے تو پھر ٹیکنالوجی کے شعبے میں بھی ترقی ضرور چاہئے، ٹیکنالوجی کے سر پر جھنڈا اسلام کا لہراتا ہوا نظر آنا چاہئے۔

آج کی گفتگو میں ابھی تمہیدی مراحل تھے ہمارا محدود وقت ختم ہوتا جا رہا ہے۔ میں اپنی گفتگو کو اس اُمید پر ختم کر رہا ہوں
میرے رب کا قرآن میں فرمان ہے:

فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُتُ فِي الْأَرْضِ

فرمایا ایک حق پرست ہیں جو نیچے آرام سے پانی کی طرح بہہ رہے ہیں اور یہ جو اوپر تم کو نظر آرہا ہے یہ امریکہ کا جھاگ ہے۔
یہ دوسری قسم کا جھاگ کہ جس وقت مسلمان اپنے جھاگ کا علاج کر لیں گے تو وہ حقیقت بن جائیں گے یہ جھاگ ہے اس کی برتری
نہ مان لو اس کا کلمہ نہ پڑھ لو اس کے چکر نہ لگاؤ اس کے ترانے نہ گاؤ وہ جھاگ ہے بھاگ جائے گا۔ بالیقین بالآخر **إِنْ شَاءَ اللَّهُ** یہ نیچے
خاموشی سے بہنے والا پانی ہی زمین کا وارث بن جائے گا۔ **(إِنْ شَاءَ اللَّهُ)**

آسمان ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش
پھر ظلمت رات کی سیلاب پا ہو جائے گی
پھر دلوں کو یاد آجائے گا پیغام سمود
پھر جہیں خاک حرم سے آشنا ہو جائے گی
شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے
یہ جہن معمور ہو گا نغمہ توحید سے

وَأَخِيرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ